فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (نحل: ۴۳)

فتاوی خیریہ

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ مسعودیہ

۵/۶/۲۔ ای۔ ناظم آباد، کراچی، سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (نحل، ۴۳)

فتاویٰ خیریہ

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددیؒ

تحقیق و تصحیح

صاحبزادہ قاضی حافظ محمد عبدالسلام نقشبندی مجددی

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ

۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی سندھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء

۱۔ کتاب	فتاویٰ خیریہ
۲۔ مصنف	حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی
۳۔ تخریج و ترتیب	صاحبزادہ قاضی محمد عبدالسلام نقشبندی مجددی
۴۔ تقدیم نگار	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۵۔ حروف ساز	سلطانیہ پبلی کیشنز جہلم
۶۔ طابع و ناشر	ادارہ مسعودیہ، کراچی، سندھ
۷۔ طباعت	۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء
۸۔ اشاعت	اوّل
۹۔ تعداد	ایک ہزار
۱۰۔ قیمت	۳۰ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ دارالعلوم سلطانیہ (کالادیو) جہلم، پنجاب
۲۔ ادارہ مسعودیہ، ۲ / ۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ
۳۔ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، داتا گنج بخش روڈ، لاہور
۴۔ خانقاہ شریف، ۳۰ منزل خیر، شارع شاہ ابوالخیر، کوئٹہ، بلوچستان

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسنِ اہل سنت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مدظلہ العالی اپنے والدِ ماجد حضرت مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ فتاویٰ مظہری کے نام سے مرتب فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ مزید تلاش و جستجو میں اُن کو یہ فتاوی ملے۔ ان میں سے بعض پر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تصدیقی دستخط بھی ہیں۔ آپ نے فقیر کے جدامجد دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں ارسال فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عظیم امانت فقیر کے سپرد ہوئی۔ اس پر اپنی سی کوشش کی اور انہیں مرتب کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور بزرگوں کی ارواح مقدسہ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔

آج کے مذہبی فرقوں کے جنگ و جدال میں یہ فتاویٰ ہمارے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ ان کی ضو میں ہم صراطِ مستقیم پر بے خطر گامزن ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے فتاویٰ کے آئینہ میں ہم یہ متعین کر سکتے ہیں کہ ہمارے اسلاف ان اختلافی مسائل میں کس طرح مبنی بر حقیقت موقف کے حامل تھے۔ ان کو تحریر فرمانے والی شخصیت تمام جہات سے ممتاز ہے۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی اولاد پاک سے ہیں اور ان کے سلسلہ میں ایک جلیل القدر شیخ طریقت ہیں۔ علم و عرفان کے پاکیزہ ماحول میں اُنہوں نے آنکھ کھولی اور اسی مقدس ماحول میں وہ پروان چڑھے۔ برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے اسلام اور حرمین شریفین کے اساطین علم و فضل کی تربیت سے وہ اپنے وقت کے جید علماء

کرام میں شمار ہوتے تھے۔ چند برس تک آپ نے مکہ مکرمہ کے مشہورِ عالم دارالعلوم مدرسہ صولتیہ میں تدریس فرمائی۔ ان کے جدامجد رئیس العلماء العارفین حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ مجددی فیوض وبرکات کے امین تھے۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُن کا حلقہ ءذکر مسجد حرام میں منعقد ہوتا تھا۔ الغرض اس مجموعہ فتاویٰ کو جاری فرمانے والے مفتی علم وعرفان کے مجمع البحرین تھے۔ اُن کا علمی وعرفانی مقام اہل علم کے نزدیک مسلم ہے۔ اُن کے حالات پر ایک ضخیم کتاب مقامات خیر کے نام سے اُردو اور مقامات اخیار کے نام سے فارسی میں مطبوع ہو چکی ہے۔ جو اُن کے جانشین حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا شاہکار ہے۔

ان فتاویٰ کی دریافت سے اُن کی زندگی کا ایک اہم پہلو سامنے آتا ہے جو پہلے اہل علم کی نظروں سے اوجھل تھا کہ آپ ایک نپے تلے قول فیصل کے حامل مفتی اسلام بھی تھے۔ یہ مقام بھی اُنھیں اپنے آبائے کرام کی وراثت میں ملا تھا کہ آپ کے جد امجد حضرت شاہ احمد سعید دہلوی کے فتاویٰ بھی قدیم کتابوں میں پائے جاتے ہیں کاش آپ کے مزید فتاویٰ بھی میسر آسکیں۔

ترتیب کے دوران درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا۔

۱۔ حوالہ جات کی تخریج حتی المقدور کردی گئی ہے۔

۲۔ اصل عبارت کی بہت حد تک پابندی کی گئی ہے جہاں تبدیلی ناگزیر تھی وہاں اصل عبارت حاشیہ میں درج کردی گئی ہے تاکہ آپ کے اصل الفاظ بھی محفوظ رہیں۔

۳۔ بعض مقامات پر الفاظ پڑھے نہ جا سکے وہاں اپنے اندازہ سے عبارت کو مربوط بنانے کی خاطر اضافہ کیا گیا لیکن اصل سے ممتاز کرنے کے لئے اضافہ کو قوسین میں لکھا گیا ہے۔

محمد عبدالسلام عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

تقدیم

سراج السالکین حضرت شاہ ابو الخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی علیہ الرحمہ اس جلیل القدر ہستی کی اولاد امجاد سے ہیں جس کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) نے فرمایا:-

لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ

(المجموعة السنیه، دهلی ۱۹۸۳ء ص ۴۳)

اس سے محبت نہ کرے گا مگر پاک باز ایماندار اور اس سے بغض نہ رکھے گا مگر بدکار بد نصیب۔

جس کو ڈاکٹر اقبال (م، ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) نے "ملت کا نگہبان" قرار دیا، جس کی تربت پاک کو "مطلع انوار" فرمایا اور جس کی تعلیمات کو مجاہدینِ اسلام کا سرمایہ قرار دیا ـــــــ یعنی ناصر السنۃ و قامع البدعۃ، سیف اللہ المسلول، امام العارفین شیخ احمد سرھندی فاروقی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز (م، ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء)

حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ ۲۷، ربیع الآخرہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۶، جنوری ۱۸۵۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، والد ماجد کا اسم گرامی شاہ محمد عمر تھا علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء) اور جد امجد کا اسم شریف شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ (م،

۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء) ہے، آپ دو سال مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کو چار سال کی عمر میں تقریباً ۱۸۶۰ء میں بیعت فرماکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافتِ خاصہ سے نوازا۔ آپ کو سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، مداریہ، قلندریہ وغیرہ میں بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ خانقاہ مظہریہ دہلی جس میں آپ تشریف رکھتے تھے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمہ (م ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء) سے منسوب تھی جو ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء میں آپ کے وصال کے بعد قائم ہوئی اور یہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے۔ حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ اس خانقاہ شریف میں ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں تشریف لائے۔ آپ کے جدِ امجد نے ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء میں حرم نبوی شریف میں جو فرمایا تھا:-

"میری خلافت خاصہ اس بچے کے نصیبے میں ہے"

(ابو الحسن زید فاروقی : مقاماتِ خیر، دہلی ۱۹۸۹ء، ص ۱۹۹)

۳۱ سال کے بعد اس کا ظہور ہوا اور خانقاہ شریف پھر گہوارۂ رشد و ہدایت بنی ـــــ اس کے علاوہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء سے آپ کوئٹہ (بلوچستان۔ پاکستان) تشریف لے جاتے تھے اور فیض کے دریا بہاتے تھے، ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۹ء میں مستقل مکان خرید لیا جو اب مرکزِ رشد و ہدایت ہے۔ آپ کے پوتے ابو حفص عمر فاروقی مجددی بن حضرت ابو سعید سالم فاروقی مجددی زیب سجادہ ہیں ـــــ حضرت شاہ ابو الخیر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء تک برابر اپریل میں کوئٹہ جاتے اور اکتوبر میں واپس آجاتے ـــــ آپ کا حلقہ ارادت حجاز و شام، افغانستان و روس، بنگال و آسام، پاکستان اور افریقہ وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔

☆

حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں مقبول و محبوب تھے۔(۱)
۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں مدینہ منورہ میں آپ کے چچا شاہ محمد مظہر علیہ الرحمہ (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء) نے حضور انور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ کے کندھوں پر چادر ڈالی۔۔۔۔ آپ کے استاد شیخ احمد دحلان مکی علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) کے صاحبزادے شیخ عبداللہ دحلان مکی علیہ الرحمہ حضور انور ﷺ کے فرمانِ عالی کی تعمیل میں دہلی آکر شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔(۲)

---

(۱) ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء کو غاصب انگریزی فوجیں دہلی میں داخل ہوئیں، اور ایک قیامت برپا ہو گئی، حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کے جدامجد شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ (م ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء) نے دہلی سے سنہ مذکور ہی میں ہجرت کی اور حجاز مقدس روانہ ہوئے، حضرت شاہ صاحب کا بچپن تھا اور آپ قافلہ کے ساتھ تھے۔ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء میں حج ہوا، تین ماہ مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ یہ سعادت بھی حاصل کی۔ ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اللہ اکبر! اس چھوٹی عمر میں حاضری بھی ہو گئی۔ جدامجد شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ کا وصال ۱۸۶۰ء میں مدینہ منورہ میں ہوا۔۔۔۔ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں حرمین شریفین میں تقریباً ۲۲ سال قیام کے بعد وطن عزیز روانہ ہوئے۔۔۔۔ ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۸ء میں پھر حرمین شریفین حاضری ہوئی۔ مدینہ منورہ میں تین ماہ قیام رہا۔ ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۵ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں وطن عزیز واپس آئے۔ اللہ اکبر! بچپن ہی سے اس دیارِ مقدس میں حاضری ہوتی رہی۔

(۲) مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے خواب میں (غالباً ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں) آپ نے فرمایا:- ہمارا خادم ابوالخیر عبداللہ دلی میں ہے تم اس سے جاکر بیعت ہو۔
(مقاماتِ خیر، ص ۲۳۸)

شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کو حضور انور ﷺ سے کمال عشق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ۱۲، ربیع الاوّل کی شب کو نہایت تزک و احتشام سے یوم میلاد النبی ﷺ مناتے تھے، محفل سجاتے، فضائل و شمائل بیان فرماتے، منوں مٹھائی تقسیم کرتے اور کھانا کھلاتے۔۔۔۔۔ راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م، ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)، شاہی امام و خطیب مسجد جامع فتحپوری، دہلی بھی اس رات محفل منعقد فرماتے جو نمازِ عشاء کے بعد شروع ہو کر نمازِ فجر سے پہلے ختم ہوتی، منوں مٹھائی تقسیم ہوتی اور کھانا کھلایا جاتا۔۔۔۔۔ حضور انور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا صلحائے امت کی سنت ہے اس کو منع نہ کرے گا مگر بد حال و بد کار۔۔۔۔۔

شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) میں تو شریک تھے مگر تحریکِ ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) میں شریک نہ تھے، جذبات کا زمانہ تھا، شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کی محفلِ میلاد النبی ﷺ سجی تھی کسی مفسد نے آکر دھمکی دی کہ تحریک میں شریک ہو ورنہ جھاڑ فانوس سب توڑ دیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ اس تحریک میں مفسدین اور بد عقیدہ اندرونِ خانہ کام کر رہے تھے، بہر حال حکیم اجمل خان (م، ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء) اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری (م، ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) نے شاہ صاحب سے آکر معذرت کی۔

☆

شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے جلیل القدر عرب و عجم کے اساتذہ سے علوم نقلیہ و عقلیہ حاصل کیے مثلاً سید احمد دحلان مکی (م، ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء)۔ مولانا حبیب اللہ کیرانوی مہاجر مکی (م، ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء)، شاہ عبد الغنی مہاجر مدنی (م، ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء)، شاہ محمد مظہر اور مولانا حبیب الرحمٰن ردولوی

وغیرہ ـــــ شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے کاملانِ وقت سے تحصیل علم فرمائی اس لئے آپ کا علمی پایہ بہت بلند تھا جس کا کچھ اندازہ "فتاویٰ خیریہ" سے بھی ہوتا ہے ـــــ آپ صاحبِ فتویٰ بھی تھے اور صاحبِ تقویٰ بھی ـــــ فتویٰ اور تقویٰ کا یک جا ہونا فی زمانہ ھذا نوادر میں سے ہے ـــــ آپ متبعِ سنت تھے، اتباعِ سنت سے حواس کی کیفیت بدل جاتی ہے، آپ دلوں کے احوال جان لیا کرتے تھے، دل مولیٰ کی طرف ہو تو آئینہ بن جاتا ہے، دنیا کی طرف ہو تو زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ آپ مجاہد اکبر تھے کہ نفس پر قابو تھا، بد خواہی کا صلہ خیر خواہی سے دیتے تھے۔ ایک عزیز جو سرکاری افسر تھے اندرونی احوال کی جانچ پڑتال کے لئے بغیر اطلاع اپنے ساتھ ایک سی۔ آئی۔ ڈی کے برطانوی افسر کو لے آئے جس کا علم اندر آکر ہوا اس کے نتیجے میں شاہ صاحب کو بہت تکلیفیں اٹھانا پڑیں مگر شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے یہ قصور درگزر فرمایا ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء میں غالباً اس کے پہلے فرزند کی شادی تھی شاہ صاحب تینوں صاحب زادگان کے ساتھ شادی میں شریک ہوئے ـــــ شاہ صاحب اس رباعی کے مصداق تھے :-

سرمد گلہ اختصار می باید کرد + یک کار ازیں دو کار باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد + یا قطع نظر یار می باید کرد

دھلی کے اطباء کاملین میں حکیم محمود احمد خان فرماتے تھے :-

اگر صحابہ کے احوال کو دیکھنا ہے تو خانقاہ شریف میں جا کر دیکھو۔

(مقاماتِ خیر، ص ۲۲۰)

حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ حضرات علمائے کبار اور مشائخِ عظام کی خدمت میں خود بھی حاضر ہوتے اور وہ بھی تشریف لاتے تھے، چنانچہ فقیر کے جدِ امجد

فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م، ۱۳۱۹ھ / ۱۸۹۲ء) کی خدمت میں جب سفرِ حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوتے، حاضر ہوتے تھے۔(۱) آپ کے خلیفہ شاہ رکن دین الوری علیہ الرحمہ (م، ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض پاتے ــــــــ دہلی کے ایک اور بزرگ اخوند جی شاہ محمد عمر علیہ الرحمہ (م، ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے، ۱۲ ربیع الاوّل کی شب جب ان کا وصال ہوا آپ مسند پر بیٹھے محفلِ میلاد النبی ﷺ میں خطاب فرما رہے تھے، اچانک خاموش ہوگئے، شمال کی طرف آسمان کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا:-

"دیکھو کس کی روح جا رہی ہے"

(مقاماتِ خیر، ص ۲۸۸)

تھوڑی دیر بعد اخوند جی شاہ محمد عمر علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر ملی اُن کا دولت کدہ خانقاہ شریف سے شمال کی طرف تھا، اور شاہ صاحب نے شمال ہی کی طرف روح کو پرواز کرتے ملاحظہ فرمایا ــــ اللہ اکبر ــــ انبالہ (مشرقی پنجاب، بھارت) میں اور ایک بزرگ سائیں توکل شاہ نقشبندی مجددیؒ سے بھی شاہ صاحب نے انبالہ جاکر ملاقات فرمائی ــــــــ میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوری مکان شریفی (م، ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء) شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ اُن کو "شیر پنجاب" فرماتے تھے ــــــ دہلی ایک بزرگ پیر جی عبدالصمد چشتی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء) کو شاہ صاحب سے بڑی عقیدت و محبت تھی، آپ اُن

---

(۱) حضرت فقیہ الہند سے حضرت شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) نے بھی فیض پایا تھا۔

کے والد شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ (م، ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) کے عرس میں کبھی کبھی تشریف لے جاتے، فقیر کے والد ماجد علیہ الرحمہ سے بھی پیر جی عبدالصمد علیہ الرحمہ کو بڑی عقیدت تھی، حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کے عرس میں شریک ہوتے، فقیر بھی ساتھ ہوتا۔ کبھی کبھی وہ خود تشریف لاتے، کبھی دعوتوں میں ملاقات ہو جاتی ــــــ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ (م، ۱۳۷۰ء / ۱۹۵۱ء) بھی حاضر ہوتے تھے، آپ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت سید محمد حسین علیہ الرحمہ کو تبرکاً شاہ صاحب سے بیعت بھی کرلیا تھا۔۔۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ، فقیر کے والد ماجد سے بھی عقیدت و محبت رکھتے تھے اور تشریف لاتے تھے۔

فقیر کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کے منظورِ نظر تھے کیونکہ آپ فقیہ الہند شاہ محمد مسعود علیہ الرحمہ کے پوتے تھے جن سے شاہ صاحب کو کمال عقیدت و محبت تھی۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے ذخیرۂ فتاویٰ میں شاہ صاحب کے فتووں کا دستیاب ہونا ایک طرف فتاوی خیریہ کی اہمیت کی نشان دہی کرتا ہے اور دوسری طرف ان حضرات کے مابین کمال تعلق و محبت کا اندازہ ہوتا ہے ــــــ حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ عصر کے وقت تفریح کے لئے شہر سے دور تنہائیوں میں روشن آرا باغ تشریف لے جاتے، آپ کی سواری مسجد فتحپوری سے گزرتی ہوئی جاتی، حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ بھی ساتھ تشریف لے جاتے، روزانہ کی اس رفاقت سے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے قلب پر بجائے اپنے شیخ طریقت حضرت سید محمد صادق علی شاہ علیہ الرحمہ (م، ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) کے شاہ صاحب کا تصور غالب ہو گیا ایک

دن آپ نے فرمایا:-

"مولوی مظہر تم مانو نہ مانو ہم تمہارے پیر ہو گئے"

(مقاماتِ خیر، ص ۴۰۷)

اس ارشاد گرامی سے کمال محبت اور الفت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔(۱)

الحمد للہ حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کے خاندان سے اس مخلصانہ تعلق کو ایک صدی گزر چکی ہے شاہ صاحب کے فرزندانِ گرامی، محقق عصر علامہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی اور علامہ ابو سعید سالم فاروقی مجددی فقیر سے بہت ہی محبت فرماتے تھے، فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ بھی غریب خانے پر کرم فرماتے۔ اب ان کے صاحبزادگان حضرت ابو النصر فاروقی مجددی (ابن الابن ابو الحسن زید فاروقی مجددی) سجادہ نشین خانقاہِ مظہریہ، دہلی اور حضرت ابو حفص محمد عمر فاروقی مجددی (ابن حضرت ابو سعید سالم فاروقی مجددی) سجادہ نشین خانقاہ شاہ ابو الخیر، کوئٹہ (بلوچستان) اور ان کے برادران سلمہم الرحمٰن فقیر سے محبت فرماتے ہیں اور کرم فرماتے رہتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ دونوں خانقاہوں کو آباد رکھے اور علمی و روحانی فیض جاری رہے۔ امین! الحمد للہ خانقاہِ مظہریہ دہلی میں شاہ ابو الخیر اکیڈمی قائم ہے جو مدت سے اپنے اشاعتی پروگرام سے دین و مسلک کی خدمت کر رہی ہے بہت سی مفید اور اہم

---

(۱) حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر محمد سعید احمد علیہ الرحمہ (م، ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء) جو درگاہ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ (م، ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) دہلی کے سجادہ نشین تھے حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کے منجھلے صاحبزادے حضرت ابو الحسن زید فاروقی مجددیؒ سے بیعت ہوئے اور روحانی فیض پایا اجازت و خلافت راقم سیہ کار سے حاصل کی۔

کتابیں شائع کی ہیں۔ اس طرح اس خانقاہ شریف میں روحانی اور علمی فیوض جاری و ساری ہیں۔۔۔۔۔

---☆---

حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کے پاس شاہانِ وقت بھی آتے تھے، "بے شک اچھا ہے وہ فقیر جس کے دروازے پر شاہانِ وقت آئیں" اقبال نے سچ کہا۔

دربارِ شہنشہی سے خوش تر

مردانِ خدا کا آستانہ

۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۳ء میں ریاست حیدر آباد دکن کے نواب میر محبوب علی خان مرحوم حاضر ہوئے، ملاقات کی، ایک لاکھ روپے کی اشرفیاں پیش کیں، قبول نہ فرمائیں۔

دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

شاہِ افغانستان امیر حبیب اللہ مرحوم وائسرائے ہند کی دعوت پر دہلی آئے، حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی۔ فرمایا :-

امیر صاحب کو ہمارا سلام کہہ دو اور ہماری طرف سے یہ بات کہہ دینا :-

"غرض وغایت آمد شما بہ دہلی ملاقات فقیر نہ بود لہذا برائے کارے کہ آمدہ اند آں را با تمام رسانند فقیر برائے ایشاں دعائے خیر می کند"

(مقاماتِ خیر، ص ۲۳۱)

اللہ اکبر!

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سرِ دارا

شاہ افغانستان میر امان اللہ خان مرحوم نے دعوت دی، کیسی خلوص کی دعوت تھی کہ حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمائی، اپریل ۱۹۲۳ء میں افغانستان روانہ ہونا تھا مگر اس سے دو ماہ قبل ہی آپ انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

---☆---

حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے ملکی سیاست میں حصہ نہیں لیا البتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) میں چند ماہ آپ شریک رہے اور تحریک ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) شروع ہوتے ہی اس سے علیحدہ ہو گئے، فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ بھی چند ماہ تک تحریکِ خلافت میں شریک رہے پھر علیحدہ ہو گئے۔ تحریکِ خلافت بظاہر مذہبی تحریک معلوم ہوتی ہے لیکن جن حضرات کی تاریخِ پاک و ہند پر گہری نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تحریک خالص سیاسی تھی جس کا اندازہ تحریکِ خلافت کے فوراً بعد تحریکِ ترک موالات اور تحریکِ شدھی سنگٹھن سے بھی ہو سکتا ہے اس تحریک کے نتیجہ میں تحریک کے فنڈ اور افرادی قوت کانگرس کے پاس چلی گئی اس لئے جن متدین علماء کو اس تحریک کے محرکات کا علم ہو گیا وہ فوراً اس سے علیحدہ ہو گئے، ان میں حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ بھی تھے۔۔۔۔۔ حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کو رام پور میں نظر بندی کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں اس طرح سنت یوسفی پوری ہوئی؛ ستمبر ۱۹۴۷ء میں اعلانِ آزادی کے بعد جب کہ دہلی میں کشت و خون کا بازار گرم تھا، حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ تقریباً دو تین ماہ اسی مسجد

جامع فتحپوری، دہلی میں اس آزمائش سے گزرے، یہ فقیر بھی حاضرِ خدمت تھا، الحمد للہ سنتِ یوسفی پوری ہوئی۔۔۔

تحریکِ خلافت کے رہنما مولانا محمد علی جوہر (م، ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء) اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی (م، ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے، ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء کا واقعہ ہے دہلی کے بازار لال کنوئیں سے حضرت شاہ صاحب کی سواری گزر رہی تھی اور مولانا محمد علی جوہر ایک جلسے سے خطاب فرما رہے تھے (جو اُن کی رہائی کے سلسلے میں منعقد کیا گیا تھا) شاہ صاحب کو دیکھتے ہی اسٹیج سے اُترے اور دست بوسی کر کے واپس لوٹ گئے۔۔۔۔۔ زمانہ اسیری میں آپ کی والدہ بی اماں، مولانا محمد علی جوہر کی بیمار اہلیہ کی دعائے صحت کے لئے حاضر ہوتی تھیں۔۔۔۔ دونوں برادران حضرت والد ماجد مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے بھی عقیدت رکھتے تھے بلکہ مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ کی تجہیز و تکفین حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی نگرانی میں انجام پائی۔۔۔

---☆---

حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے آخری زمانے میں گوشہ نشینی اور خلوت گزینی اختیار کر لی تھی، اس کی وجہ اللہ کی مخلوق سے بیزاری نہیں تھی کہ یہ سنت کے خلاف ہے بلکہ وجہ یہ تھی :-

"طالبِ خدا نیست الا ماشاء اللہ"

(مقاماتِ خیر، ص ۲۱۷)

فرمایا لوگ خدا کے طالب نہیں دنیا کے طالب ہیں الا ماشاء اللہ، خدا کی راہ دِکھانے والے کے پاس دنیا کی راہ پوچھنے کے لئے کوئی آئے تو وحشت نہ ہو گی؟

تریاق بیچنے والے کے پاس زہر لینے آئے تو اس کو دھتکار نہ جائے گا؟۔۔۔
لو لگی ہوئی تھی، دل اس کی طرف متوجہ تھا جس کی طرف توجہ تریاق و اکسیر کا حکم رکھتی ہے، وصال کی گھڑی جس کا بیتابی سے انتظار تھا، آگئی اور ہاتف غیبی نے صدا دی :-
﴿ یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۃ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ج فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ لا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴾ (سورۂ فجر، ۲۷۔۳۰)
(ترجمہ : اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ!

؎ دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں جا مری جاں، جا، خدا حافظ!

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال ۲۹، جمادی الاخری مطابق ۱۶، فروری ۱۹۲۳ء شب جمعۃ المبارک، رات ۲ بجکر پانچ منٹ پر ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون (عجب اتفاق ہے کہ آج ۱۶، فروری ۱۹۹۹ء ہے جبکہ فقیر یہ سطور لکھ رہا ہے)

؎ آئے بھی اور گئے دل بھی وہ لے کر غمگین
ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

عالم بر حق کا اٹھ جانا، عالم کا اٹھ جانا ہے کہ وہ شیرازہ بند کائنات ہے۔۔۔
الحمد للہ آپ کے صاحبزدگان نے آپ کے بعد رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری رکھا، دہلی (ہندوستان) میں بھی اور کوئٹہ (پاکستان) میں بھی ـــــــــ حضرت شاہ صاحب کے ہاں ۸ صاحبزدیاں اور ۳ صاحبزادگان ہوئے، صاحبزدگان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں :-

(۱) ابو الفیض بلال فاروقی مجددی (م، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)
(۲) ابو الحسن زید فاروقی مجددی (م، ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء)

(۳) ابو السعید سالم فاروقی مجددی(م،۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء)

حضرت شاہ صاحب کے وصال کے وقت حضرت بلال کی عمر شریف تقریباً ۲۲ سال تھی، حضرت زید کی عمر شریف ۱۷ سال اور حضرت سالم کی عمر شریف ۱۵ سال(۱)۔ الحمد للہ خانقاہِ مظہریہ، دہلی کی مسند پر حضرت ابو النصر انس فاروقی مجددی رونق افروز ہیں اور کوئٹہ کی مسند پر حضرت ابو حفص عمر فاروقی مجددی جلوہ افروز ہیں۔۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ دونوں مسندوں کو آباد رکھے اور روحانی و علمی فیض جاری و ساری رہے۔ امین!

حضرت بلال فاروقی مجددی علیہ الرحمہ کے صاحبزدگان کوئٹہ میں ہیں ،راقم کا ان سے تعارف نہیں اس لئے ان کے بارے میں زیادہ لکھنے سے قاصر ہوں، مولیٰ تعالیٰ ان کی مسند کو شاد آباد رکھے۔ امین!

---☆---

حضرت ابو الحسن زید فاروقی مجددی علیہ الرحمہ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ کے حالات میں "مقاماتِ خیر" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے، جو شاہ ابو الخیر اکادمی، دہلی نے شائع کر دی تھی، اس کا دوسرا ایڈیشن

---

(۱) حضرت بلال علیہ الرحمہ کے ہاں چار صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہوئیں، اور صاحبزادے حضرت عبداللہ فاروقی اور حضرت عبیداللہ فاروقی حیات ہیں غالباً کوئٹہ میں ہیں۔ حضرت زید علیہ الرحمہ کے ہاں تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہوئیں صاحبزادوں میں کوئی نہیں۔ البتہ ایک پوتے ابو النصر انس صاحب سجادہ ہیں۔ حضرت سالم علیہ الرحمہ کے ہاں چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں

(۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء) فقیر کے سامنے ہے جو ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں حضرت شاہ صاحب کی نگارشات کے ذیل میں چند تحریرات کا ذکر فرمایا ہے مگر فتاویٰ کا ذکر نہیں ۔۔۔۔۔۔ فقیر حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ تلاش کر رہا تھا، قلمی ذخیرے میں حضرت شاہ صاحب کے تین فتاویٰ نظر آئے جو اپنے موضوع پر نہایت اہم ہیں، چونکہ آپ کی سوانح میں فتاوی کا ذکر نہیں اس لئے ان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے اس لئے یہ طے کیا کہ تخریج و ترتیب کے بعد ان کو شائع کر دیا جائے اور آپ کی مختصر سوانح بھی ساتھ شامل کر دی جائے۔ اس اہم کام کے لئے آزاد کشمیر کے مشہور و معروف نقشبندی بزرگ حضرت مخدومی قاضی محمد صادق نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ (جامع مسجد الفردوس، گھمار، کوٹلی) کی خدمت میں عرض کیا گیا، حضرت ممدوح نے یہ کام اپنے لائق و فائق پوتے، گرامی منزلت قاضی محمد عبدالسلام نقشبندی مجددی استاذ دار العلوم سلطانیہ، جہلم (ابن مولانا قاضی محمد عبدالواحد نقشبندی مجددی مدظلہ العالی، المعروف بہ حاجی پیر صاحب) کے سپرد فرمایا، موصوف نے جس عرق ریزی اور جانکاہی سے یہ کام کیا دیکھ کر دل خوش ہو گیا اور ان کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ مولائے کریم ان کو دارین میں سرفراز فرمائے اور وہ آسمانِ علم و عرفان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکیں۔ آمین! فقیر نے اس مجموعہ کا نام "فتاویٰ خیریہ" تجویز کیا ہے۔

فتاویٰ خیریہ میں حضرت شاہ ابو الخیر علیہ الرحمہ نے اہم سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے ہیں اور جس عالمانہ وقار اور عارفانہ سنجیدگی و متانت سے تحریر فرمائے ہیں اس نے معاصر علماءِ حق میں آپ کو نہایت ممتاز کر دیا ہے۔

یہ مسائل ملتِ اسلامیہ کو آج بھی درپیش ہیں خصوصاوہ مسائل جن تعلق

حکومت اور انتظامیہ سے ہے اور جن کی طرف علماء بالعموم توجہ نہیں فرماتے۔۔۔۔۔ مسلم معاشرے کو درپیش مسائل بھی اہمیت سے خالی نہیں، اس قسم کے مسائل پر سالہا سال سے گفتگو کی جارہی ہے اور سمجھانے والے برابر سمجھا رہے ہیں، مگر سمجھنے والے سمجھنے کے لئے تیار نہیں، یہ صورت حال نہایت تشویشناک ہے اور اس سے یک جہتی اور یگانگت کا تصور خواب وخیال ہوتا جارہا ہے، کیا اچھا ہو کہ ایسے قارئین کرام اس عارفِ کامل کے فرمودات کی طرف توجہ فرمائیں (جو بڑے وزنی ہیں) اور فکر وعمل کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں پھر یقیناً اتحاد واتفاق کی فضا سازگار ہوتی چلی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فتاویٰ خیریہ میں تین استفتاءات ہیں جن میں سات سوالات ہیں۔ تین کا تعلق اسلامی حکومت اور انتظامیہ سے ہے اور چار سوالات کا تعلق مسلم معاشرے سے ہے۔ یہ اس ولی کامل کے فتوے ہیں جو "اہلِ ذکر" میں سے تھے جن کے لئے قرآنِ حکیم میں یہ ارشادِ ربانی ہے:-

﴿فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو فتاویٰ خیریہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق خیر رفیق فرمائے، اور حضرت فاضل مصنف علیہ الرحمہ کو اپنے جوارِ اقدس میں مقامِ رفیع عطا فرمائے، ان کے فیض سے ہم کو مستفیض فرمائے اور ان کی قبر شریف کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور فرمائے۔ آمین!

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فرازاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وسلم

۲۹، شوال مکرم ۱۴۱۹ھ

۱۶، فروری ۱۹۹۹ء — احقر محمد مسعود عفی عنہ

۲/۱۷/۱۔ سی، پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی کراچی (سندھ، پاکستان)

رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ

۲۳
فتاویٰ خیریہ
حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

استفتاء نمبر ۱

علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کیا فرماتے ہیں۔

[۱] یہ کہ کسی مسلمان حاکمِ وقت کو اپنے (۱) مسلمان بھائیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

[۲] یہ کہ ایک مسلمان جس کی مالی حالت خراب ہے اس کے ساتھ کسی مسلمان حاکم ٹیکس وصول کنندہ کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

[۳] یہ کہ ایک مسلمان حاکم کو اپنے محکوم مسلمان کی غلطی اور قصور کو معاف کرنا اور اس پر رحم کھانا اور اس کے ساتھ انصاف اور رعایت کرنا (۲) کیسا ہے۔

الجواب ھو الموفق للصواب

[۱] حاکم وقت پر مسلمان بھائیوں کے ساتھ نرمی کرنا (۳) اور خوش اسلوبی سے برتاؤ کرنا اور عدل و انصاف سے کام لینا اور مظلوموں کی فریاد سننا اور باقاعدہ اس کی تحقیق کرنا اور ہر طرح سے اُن کا (۴) خیر خواہ رہنا لازم ہے۔

کماقال رسول الله ﷺ سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لاظل (۵) الاّ

---

[۱] فی الاصل "اپنی"

[۲] فی الاصل "کیا"

[۳] فی الاصل "کرنی"

[۴] فی الاصل "انہوں"

[۵] فی الاصل "کہ" کا اضافہ ہے یعنی عبارت یوں ہے "لاظله له الاظله"

ظله امام عادل و شاب نشاء فی عبادة الله الخ

(ترجمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے لوگ اس دن اللہ تعالیٰ کے سائے تلے ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ عادل حکمران، وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلا بڑھا الخ) (۲)

<u>وقال رسول الله ﷺ ان المقسطين عندالله على منابرمن نورعلى</u>

[٦] (الف) سنن النسائی، باب القصاص، ص۳۰۲

(ب) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۱۰، ص ۳۳۸۔

(ج) المعجم الاوسط، ج ۷، ص ١٧٤

(د) صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۳۱

(ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۱۸۲

نوٹ: [۱] صحیح مسلم اور مسند الامام احمد حنبل کی روایت میں الامام العادل (لام تعریف کے ساتھ) ہے۔ باقی کتب میں لام تعریف کے بغیر ہے۔

[۲] بقیہ حدیث یوں ہے۔ ورجل قلبه معلق فی المسجد ورجلان تحابافی الله اجتمعاعلیه وتفرقا علیه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال انی اخاف الله ورجل تصدق بصدقة فاخفاهاحتی لاتعلم يمينه ماتنفق شماله ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه.

(عن أبی هريرة)

ترجمہ: اور جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ وہ دو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کریں اسی کی خاطر اکٹھے ہوں اور اسی کی خاطر جدا ہوں۔ وہ شخص جسے کوئی مقتدر اور حسین عورت (گناہ کی) دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

يمين الرحمن الذين يعدلون فی حکمهم واهليهم

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے حکم اور اہل وعیال میں عدل کیا کرتے تھے۔) (۷)

وعن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله تعالیٰ عنه قال قلت يا رسول الله ﷺ ماالاسلام(۸) افضل قال من سلم المسلمون من لسانه ويده۔

وہ جو چھپا کر صدقہ دے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو نہ پتہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

[۷] (الف) صحیح مسلم، ج۲، ص۱۲۱

(ب) سنن النسائی، کتاب القضاۃ، ص ۳۰۲

(ج) کنز العمال، جلد۶، ص۸

(د) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج۱۰، ص۳۳۶

(ہ) مسند الامام احمد بن حنبل، ج۲، ص۱۲۱

مسند الامام احمد بن حنبل میں یہ حدیث ان الفاظ مروی ہے۔

ان المقسطين فی الدنيا علی منابر من لؤلؤ يوم القيامة بين يدی الرحمن بما اقسطوا فی الدنيا۔

(ترجمہ: دنیا میں انصاف کرنے والے روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے (یہ اعزاز ان کو) دنیا میں انصاف کرنے کی وجہ سے عطا ہوگا۔)

[۸] فی الاصل "ماالاسلام"۔

(ترجمہ : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ﷺ مسلمانوں میں سے افضل کون ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔) (۹)

[۲] مسلمان حاکم کو چاہئے کہ یہ ٹیکس اس شخص سے، اگر قدرت ہے، نہ لے ورنہ اس کو مہلت دے اور اس کے ساتھ نرمی سے کام لے کیونکہ یہ ٹیکس ہر شخص کے حق میں، غنی، ہو یا فقیر ظلم ہے لیکن چونکہ حاکم بھی گورنمنٹ کی طرف سے مجبور ہیں اس لیے حکم بالا میں سے کسی نیک کے حکم کی تعمیل کرے اس میں اجر بہت زیادہ ہے اور صلہ رحمی میں داخل ہے۔

---

[۹] (الف) صحیح بخاری، ج ۱، ص ٦۔ راوی حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

(ب) صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۸۔ راوی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

(ج) المعجم الاوسط، ج ۴، ص ۲۰۷۔ راوی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۵۲۲ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ

مندرجہ بالا کتب میں درج بالا راویوں سے بدیں الفاظ مروی ہے۔

ای الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

(و) صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۸

(ز) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۲، ص ۱۲۵

ان دونوں کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ روایت ہے۔ ای المسلمین خیر

(ح) صحیح بخاری، ج ۱، ص ٦

(ط) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۲، ص ۱۲۵

عن عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہٗ انہ سمع اباھریرۃ عن النبی ﷺ کان تاجر یداین الناس فاذا رای معسرا قال لفتیانہ تجاوزوا عنہ لعل اللہ ان یتجاوز عنا فتجاوز اللہ عنہ۔(۱۰)

(ی) الادب المفرد الامام البخاری، ص ۳۲۱

(ک) صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ۔

ان کتب میں آپ سے بدیں الفاظ حدیث مروی ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

[۱۰] (الف) صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۷۹ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۸ عن ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۱۱، ص ۴۲۱، باب الدیون

(د) سنن النسائی، ج ۲، ص ۲۳۳، باب حسن المعاملات والرفق فی المطالبۃ فی البیوع میں بدیں الفاظ روایت ہے۔

فاذا رای اعسار المعسر قال لفتاہ تجاوز لعل اللہ یتجاوز عنا فلقی اللہ فتجاوز عنہ۔

ترجمہ: جب کسی تنگ دست کی مفلسی کو دیکھتا اپنے کارندے سے کہتا درگزر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرماوے (مرنے کے بعد) جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔

(ہ) سنن النسائی، ج ۲، ص ۲۳۳ . میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں روایت درج ہے۔

ادخل اللہ عزوجل رجلا کان سھلا مشتریا وبائعا وقاضیا و مقتضیا الجنۃ

(ترجمہ :ایک تاجر لوگوں کو قرض دیتا تھا جب کسی کو تنگدست پاتا تو اپنے کارندوں کو کہتا کہ اس سے درگزر کرو شائد اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرماوے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمادیا۔)

عن ابی حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول مات رجل فقیل له ما کنت تفعل قال کنت ابایع الناس فاتجو ز عن الموسرو اخفف عن المعسر(ـفغفرلهٗ)

(ترجمہ : حضرت ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی مر گیا اس سے سوال کیا گیا، تو کیا کرتا تھا، اس نے کہا، میں لوگوں سے بیع کرتا تھا کشادہ حال شخص سے کھوٹے سکے قبول کرلیتا اور تنگدست سے تخفیف کرتا تھا۔ اسے بخش دیا گیا۔)(۱۱)

قال الله تعالیٰ فاتباع بالمعروف

(ترجمہ : مقتول کے وارث خون بہا کا مطالبہ دستور کے مطابق کریں۔)(۱۲)

احادیث بالا ان لوگوں کے حق میں ہیں۔

(ترجمہ : آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت میں داخل فرمادیا جو خریدنے اور فروخت کرنے اور فیصلہ دینے اور فیصلہ سننے میں نرم خو تھا)

[۱۱] صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۲۔

نوٹ : غفرلہ کے الفاظ اصل تحریر میں موجود نہیں

[۱۲] البقرہ آیت ۱۷۸

(۱۳) جنہوں نے اپنے (حقوق) (۱۴) رحمدلی سے چھوڑ دیئے ہیں یا معسر کے یُسر کا انتظار کرتے ہیں (۱۵) پس وہ شخص جس نے کسی ظالم کے ظلم سے کسی غریب کو بچالیا اس کے لئے اجر بطریق اولیٰ زیادہ ہوگا۔ (۱۶)

کما قال رسول اللہ ﷺ من انظر معسر اکان لہ کل یوم صدقۃ ومن انظر بعد حلّہ کان مثلہ کل یوم صدقۃ

(ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص تنگدست کو مہلت دے ہر دن اس کے لئے صدقہ کرنے کا ثواب ہے اور جو مقروض کو مقررہ تاریخ کے بعد مہلت دے، تو اس کے لئے اس کی مثل ہر دن صدقہ کرے گا ثواب ہے) (۱۷)

وقال رسول اللہ ﷺ من یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرہ (۱۸)

---

[۱۳] فی الاصل "ہے"۔

[۱٤] اصل تحریر میں لفظ مٹا ہوا ہے اندازہ سے لکھا گیا ہے۔

[۱٥] فی الاصل "معسر کی یسر کی انتظار کیئے ہیں" معسر۔ تنگدست یسر۔ فراخ دستی

[۱٦] فی الاصل "ہوگی"۔

[۱۷] (الف) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ٦، ص ۳۸۲۔ (عن ابی بریدہ)

(ب) کنز العمال، ج ٦، ص ۲۱۸۔ بالفاظ متقاربۃ۔ من انظر معسرا بعد حلول اجلہ کان لہ بکل یوم صدقۃ۔

(ج) سنن دارمی، ج ۲، ص ۲۷۱۔

[۱۸] (الف) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۴۵ (عن ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(ب) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۱۱، ص ۴۲۵۔ (عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔)

وقال رسول الله ﷺ من احب ان يظله فی ظله فلينظر معسرا وليضع له۔

(ترجمہ: حضرت ابی یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے وہ مقروض پر آسانی کرے یا معاف کردے۔) (۱۹)

[۳] بہت اچھا ہے۔ عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول الله ﷺ اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه طعامه و يلبسه من لباسه۔(۲۰)

(ج) مسند الامام احمد بن حنبل، ج۲، ص۲۹۷ (عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ)

(ہ) سنن ابوداؤد، ج۲، ص۳۲۸ (عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه)

(و) جامع ترمذی، ج۲، ص۱۴۔ (عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه)

(ز) سنن ابن ماجہ، ج۲، ص۲۰۔ (عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه)

[۱۹] (الف) مسند الامام احمد بن حنبل، ج۳، ص۴۲۳۔

(عن ابی يسر رضی الله تعالیٰ عنه)

(ب) کنزالعمال، ج۶، ص۲۱۹۔ (عن ابی يسر رضی الله تعالیٰ عنه)

[۲۰] (الف) مسند الامام احمد بن حنبل، ج۶، ص۱۹۸ (عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه)

(ب) جامع ترمذی، ج۲، ص۱۶۔ (عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه)

(ج) کنزالعمال، ج۹، ص۲۷۔ (عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه)

(ہ) صحیح بخاری، ج۱، ص۹۔ (عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه)

(ترجمہ: حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائیوں کو تمہارے قبضہ میں دیا ہے پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہیے کہ اپنے کھانے سے اس کو کھلائے اور اپنے لباس سے اسے پہنائے۔)

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺ کم اعفو عن الخادم فصمت النبی ﷺ ثم قال کم اعفو عن الخادم یا رسول اللہ ﷺ قال فی کل یوم سبعین مرۃ۔

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ خادم کو کتنی دفعہ معاف کیا کروں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اس شخص نے پھر عرض کی آپ نے فرمایا ہر دن ستر دفعہ) (۲۱)

وقال رسول اللہ ﷺ من لم یرحم الناس لم یرحم اللہ۔

(ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔) (۲۲)

وقال تعالیٰ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفراللہ لکم واللہ غفور رحیم۔(۲۳)

(ترجمہ: چاہئے کہ معاف کریں اور در گزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ

---

[۲۱] جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۶ (عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

[۲۲] (الف) جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۴ (عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
(ب) صحیح ابن حبان، ج ۲، ص ۲۱۱۔ (عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
(ج) الادب المفرد، ص ۲۳۔ (عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

[۲۳] سورۃ النور۔ آیت نمبر ۲۲

تمہاری مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔)

وقال تعالی فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین۔

(ترجمہ: ان کو معاف فرما دیجئے اور درگزر فرما دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔) (۲۴)

وقال رسول الله ﷺ من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیامة۔

(ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیا کا کوئی غم دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی سختیوں سے تنگی دور فرمادے گا۔) (۲۵)

وقال رسول الله ﷺ ان احد کم مراة اخیه فان رای به اذی فلیمطه عنه۔

(ترجمہ: تم سے ہر ایک اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے اگر اس میں کوئی ناگوار امر دیکھے تو اس کو دور کردے۔) (۲۶)

حررۂ عبدہٗ الحقیر ابو الخیر غفرلہ ولوالدیہ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ

احقر محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتح پوری دہلی

---

[۲٤] سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۳

[۲٥] (الف) جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۴۔ (عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه)

(ب) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۹۷ (عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه)

(ج) المستدرک، ج ۳، ص ۲۷۰ (عن ابی هریره رضی الله تعالی عنه)

(د) کنز العمال، ج ۱۵، ص ۹۰۴۔ (عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه)

[۲٦] (الف) کنز العمال، ج ۹، ص ۲۶۔ (عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه)

(ب) جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۴۔ (عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

استفتاء نمبر ۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین حسبِ ذیل مسائل میں کہ

[۱] غیر خدا کو سجدہ کرنا اور نیز اپنے پیر کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو جائز کہنے والے کی نسبت شرعی حکم کیا ہے۔

[۲] اهل قبور یعنی اولیاء اللہ وبزرگانِ دین سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کرنی جائز ہیں یا نہیں؟

[۳] حضرت پیرانِ پیر کی گیارہویں مقرر کرنی اور اس کا ایسا تعین کرنا کہ آگے پیچھے اس کے کرنے کو ناجائز خیال کیا جائے شرع شریف میں کیسا ہے؟

بینوا و توجروا.

الجواب هو الموافق للصواب

سجدہ تحیہ غیر اللہ کے لیے حرام ہے۔

کما فی المدارك

وکان سجود التحیة جائزاً فیما مضی من الزمان ثم نسخ بقوله علیه السلام لسلمان حین اراد ان یسجدله لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الاالله تعالیٰ.

(ترجمہ: پہلے زمانہ میں سجدہ تحیہ جائز تھا۔ پھر منسوخ ہو گیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جب آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ

کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں)(۱)

وفی التفسیر العزیزی

وما یفعله کثیر من الجهلة من السجود بین یدی المشائخ فان ذالك حرام قطعاً.

(ترجمہ : سجدہ جو جاہل لوگ مشائخ کرام کے سامنے کرتے ہیں قطعی حرام ہے)

وفی الخازن

لایسجد بعضنا لبعض لان السجود لغیر الله حرام

(ترجمہ : مسلمان ایک دوسرے کو سجدہ نہ کریں کیوں کہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے)

فی شرح المناسك للقاری

اماالسجدة فلا شك انها حرام

(ترجمہ : سجدہ بلاشبہ حرام ہے۔) (۲)

فی العالم الکیریه

من سجد للسلطان علی وجه التحیة اوقبل الارض بین یدیه لایکفر

(ترجمہ : جس نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کیا یا اس کے سامنے زمین بوس ہوا اس کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا) (۳)

---

[۱] مدارک التنزیل علی ہامش الخازن، ج۱، ص ۴۵ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

[۲] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط علی لباب المناسك، ص ۳٤۲، دار الفکر بیروت.
اصل نسخہ میں عبارت محو ہے اندازہ سے یہ حوالہ لکھا گیا ہے۔

[۳] فتاوی عالمگیریه، ج۵ ،ص ۳٦۸، مطبع الکبری الامیریه مصر.

دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے سجدہ تحیہ قطعاً حرام ہے لیکن جائز رکھنے والا کافر نہیں۔

کما فی العالمگیریہ

من اعتقدالحرام حلالاً اوعلی القلب لا یکفر .... هذا اذاکان حراماً لعینه امااذاکان حراماً لغیر فلا وفیما اذاکان حراماً لعینه انما یکفر اذا کانت الحرمة ثابعةبدلیل مقطوع به امااذ اکانت باخبار الآ حاد فلا یکفر (کذافی الخلاصة ملخصاً)

(ترجمہ: جس نے حرام کو حلال اعتقاد کیایا اس کے برعکس اس کی تکفیر کی جائے گی یہ اس صورت میں ہے جب حرام لعینہ ہو لیکن اگر حرام لغیرہ ہو تو تکفیر نہیں کی جائے گی اور حرام لعینہ کی صورت میں تکفیر صرف اس وقت ہو گی جب حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اگر خبر واحد سے ثابت ہو تو تکفیر نہیں کی جائے گی خلاصہ میں اسی طرح ہے۔)(مختصراً)(۴)

[۲] توسل جائز ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن عثمان بن حنیف قال ان رجلاً ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع الله تعالیٰ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیرلك قال فادعه فامره ان یتوضأ فیحسن الوضوء ویدعو بهذاالدعاء

---

[۴] فتاوی عالمگیریہ، ج۲، ص ۲۷۲، مطبع الکبری الامیریہ مصر

اللھم انی اسالك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة ﷺ (یا محمد) انی توجھت بك الی ربی لیقضی لی فی حاجتی ھذہ اللھم فشفعه فی رواہ الترمذی.(۵)

---

[۵] جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۸، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی.

نوٹ: مجتبائی دہلی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی اور سعید کمپنی کراچی کی مطبوعہ ترمذی میں یامحمد کے الفاظ نہیں ہیں جبکہ

(الف) الاذکار، امام نووی، ص ۱۶۷، مطبوعہ المکتبہ الاسلامیہ استانبول ترکی میں بحوالہ ترمذی و ابن ماجه.

(ب) حصن حصین، امام جزری، ص ۱۲۲، مطبوعہ نول کشور لکھنوء میں بحوالہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مستدرك.

(ج) مجموع الفتاوی ابن تیمیہ، ج ۱، ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتبہ النھضۃ الحدیثیہ میں بحوالہ مسند الامام احمد بن حنبل اورابن ماجه. یامحمد کے الفاظ موجود ہیں۔

وضاحت:

الحرز الثمین شرح الحصن الحصین، ملا علی القاری، ص ۳۵۸، مطبوعہ نول کشور لکھنوء اور الحرز الوصین شرح الحصن الحصین مؤلف فخر الدین محب اللہ نبیرۂ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ص ۳۰۶، مطبوعہ نول کشور لکھنوء میں یا محمد کے الفاظ کو بغیر تنقید کے ثابت رکھا گیا ہے۔

(ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور سرور انبیاء ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے صحت عطا فرمادے، آپ نے فرمایا، اگر تو چاہتا ہے تو دعا کرتا ہوں اور اگر تو چاہتا ہے تو صبر کر یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی، دعا فرمائیں، آپ نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا کر اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری بارگاہ میں تیرے نبی، نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں یارسول اللہ میں آپ کی وساطت سے اپنے پروردگار کے دربار میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری یہ حاجت پوری کردے اے اللہ آپ کو میرا شفیع بنا دے!)

پس اس(۶) شخص نے آنحضرت ﷺ کو وسیلہ ٹھہرایا اور دعا مانگی پس اس کی آنکھ اچھی ہو گئی بغیر اس کے کہ آنحضرت اس کے لئے کوئی خاص دعا کریں(۷) پس اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ولی کو وسیلہ ٹھہرا کے دعا کرے پس موافق زعم مانعین کے اگر ان کے نزدیک دعا کرنے کے (معنی) استمداد نہ بھی ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ مقبول بارگاہ ہو جائے گا کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے اس کے لئے دعا نہیں کی صرف توسل کی برکت سے (آنکھ) اچھی ہو گئی ایسے (۸)(ہی) ہم اگر توسل کریں تو اللہ (سے) اس معنی (کا لحاظ) کر کے کہ ہمارے محبوب کے نام سے سوال کیا ہے، مقصود پورا کرنے کی امید ہے۔

---

[۶] فی الاصل "ایسی"۔

[۷] فی الاصل "اس کے"

[۸] فی الاصل "ایسی"

بہت سے دلائل سے یہ بھی ثابت ہے کہ بزرگانِ دین بعد موت دوسرے کے لئے بھی دعا کر سکتے ہیں اور اہل قبور سے مانگنا اگر اس معنی کر کے کہ وہ اپنے تصرف میں مستقل بنفسہ ہے تو خرابی ہے لیکن اگر یہ معنی ہیں(۹) کہ خدا کے پاس دعا کر کے دلادو تو جائز ہے۔

[۳] گیارہویں شریف کے لئے تعیین تاریخ بلاشبہ جائز ہے کیونکہ بلا تعیین تاریخ کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے رہا یہ کہ یوم وفات کو خاص کرنے کی ضرورت کیا ہے سو وجہ اس کی(۱۰) یہ ہے کہ ان پر ایصال ثواب اس دن شروع ہوا ہے جس دن انکا انتقال ہوا تھا۔ سو ایصالِ ثواب کی ایک خاص مناسبت اس دن سے ہے جو باقی دنوں میں نہیں ہے اور ایسی تعیین تاریخ حدیث میں بہت سی جگہ میں آئی ہے۔

حدثنا زیاد بن ایوب حدثنا هشیم انا ابو بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما قدم النبی ﷺ المدینة وجد الیهود یصومون فسئلوا عن ذالك فقالواهو الیوم الذی اظهر الله فیه موسی علی فرعون ونحن نصوم تعظیماً له فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نحن اولی بموسی منکم وامر بصیامه.

(ترجمہ : نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ نے یہودیوں کو روزہ رکھتے پایا۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا، وہ کہنے لگے، یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا ہم اس دن کی تعظیم کی خاطر روزہ

---

[۹] فی الاصل "کرے"

[۱۰] فی الاصل "ہے"

رکھتے ہیں نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ قریب ہیں۔ آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا) (۱۱)

عن ابی قتادة قال سئل رسول الله ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علی رواہ مسلم

(ترجمہ : حضرت رسالت مآب ﷺ سے پیر کے دن روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی۔ اسی دن مجھ پر (پہلی) وحی نازل ہوئی۔) (۱۲)

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تعین تاریخ کوئی بری چیز نہیں ہاں اگر کوئی شخص اس تاریخ مقررہ پر اگر اس خیال سے زور دیتا ہے کہ اس کو آگے پیچھے کرنا ناجائز ہے تو یہ خیال بدعت ہے لقولہ علیہ السلام **من احدث فی امرنا مالیس منه فهورد.**

حررہ ابو الخیر غفر لہ ولوالدیہ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ
محمد مظہر اللہ غفر لہ
امام مسجد فتحپوری

---

[۱۱] صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۵۹، مطبوعہ آرام باغ کراچی

[۱۲] صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۶۷، مطبوعہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء نمبر ۳

(کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرنا جائز ہے یا ناجائز؟)

الجواب ھو الموفق للصواب

مجوزین اور مانعین دونوں فریق کا(۱) اس بات پر اتفاق ہے کہ ایصالِ ثواب بغیر تعینِ تاریخ جائز اور مستحسن ہے لیکن کلام صرف تعینِ تاریخ میں ہے جس طرح سے سوال میں مذکور ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ تو ہم اس کے متعلق کچھ عرض کرنا(۲) چاہتے ہیں و باللہ التوفیق۔

مخفی نہ رہے کہ شریعت میں بعض دنوں کی فضیلت بعض پر آئی ہے اسی طرح سے بعض دن کی وہ خصوصیات ہیں(۳) جو دوسرے دن میں نہیں ہیں(۴) مثلاً جمعہ۔ لیلۃ النصف من شعبان اور لیلۃ القدر وغیرہ ان دنوں میں اگر کوئی اس خیال سے کہ ان دنوں کے(۵) عمل سے زیادہ اجر ملے گا اگر کوئی دوسرے دن کی بہ نسبت زیادہ عبادت کرے یا اس کو دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ مبارک سمجھے وہ امر مشروع

---

[۱] فی الاصل "کی"

[۲] فی الاصل "کرنے"

[۳] فی الاصل "ہے"

[۴] فی الاصل "ہے"

[۵] فی الاصل "کی"

ہے جیسا کہ اوپر کے دنوں کے متعلق حدیثوں میں جو کچھ آیا (۶) ہے ہر شخص بلکہ خاص طور پر علماء کو اس کے متعلق خوب علم ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان ایام مذکورہ کے متعلق حدیثوں میں جو فضائل آئے (۷) ہیں، آیا برکت ان میں آنا معلل بالعلۃ ہے یا نہیں۔ سو دیکھتا ہوں بعض ایام کی خصوصیات میں جو حدیثیں آئی ہیں (۸) ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ معلل بالعلۃ ہیں (۹) چنانچہ جمعہ کے متعلق حدیث میں آیا (۱۰) ہے کہ اس دن خلقت آدم علی نبینا و علیہ السلام تمام ہوئی ہے اور اس دن میں ان کو بہشت میں جگہ دی ہے اور وہاں سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہو گی (۱۰)۔ اس طرح سے لیلۃ القدر کی فضیلت معلل بہ نزول قرآن ہے۔ (۱۱) اسی طرح سے یوم عاشورہ کی فضیلت معلل بہ علت بنجاۃ موسیٰ من فرعون ہے۔

---

[۶] فی الاصل "آئی"

[۷] فی الاصل "آئی ہے"

[۸] فی الاصل "ہے"

[۹] فی الاصل "ہے"

[۱۰] (الف) فی الاصل "آئی"

(ب) فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منھا ولاتقوم الساعۃ الافی یوم الجمعۃ. (عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

(صحیح مسلم شریف، ج ۱، صفحہ ۲۸۲)

(ج) شرح السنہ، ج ۴، ص ۲۰۷

[۱۱] انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر. سورۃ القدر آیت ۱ تا ۳

(۱۲)وغیر ذلک۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنوں(۱۳) کے فضائل اور خصوصیات سب میں علت کو دخل ہے جب یہ بات ثابت ہو چکی۔(۱۴) تو پہلے ہم بدعت کے (۱۵) معنی کرتے ہیں۔بدعت غیر دین کو دین میں داخل کرنے کا نام ہے۔جتنے (۱۶) مسائل نئے (۱۷) پیدا ہوں اس کی اصل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں ملتی (۱۸) ہو تو وہ بدعت نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے۔

---

[۱۲] قدم النبی المدینة فرای الیهود تصوم یوم عاشوراء فقال ماهذا قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم فصامه موسی قال فانا احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه.(عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه)

صحیح البخاری، ج ۲، ص ۵۹۳، باب صیام یوم عاشوراء.

(ترجمہ: نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے آپ نے پوچھا یہ کیسا روزہ ہے وہ کہنے لگے یہ بابرکت دن ہے اس دن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اپنے دشمن سے نجات دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا آپ نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔)

[۱۳] (الف)فی الاصل "دن "

[۱۴] فی الاصل "چکا"

[۱۵] فی الاصل "کی"

[۱۶] فی الاصل "جتنی"

[۱۷] فی الاصل "نئی"

[۱۸] فی الاصل "ملتے "

"من احدث فی امر نا مالیس منه فهو رد"(۱۹)

(ترجمہ: جس شخص نے ہمارے (اس) دین میں نئی اختراع کی جو اس میں ثابت نہیں ہے وہ مردود ہے۔) بر تقدیر پائے (۲۰) جانے اس کی (۲۱) اصل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں تو وہ **مالیس منه** نہیں رہا بلکہ **ماکان منه** سے ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ گیارھویں شریف جو لوگ کیا کرتے ہیں اس دن کی (۲۲) تخصیص کے جائز ہونے کی کوئی وجہ بھی ہے یا نہیں۔ سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیران پیر صاحب پر ایصال ثواب کرنا، مثلاً اس ساعت سے شروع ہوا جس دن، جس ساعت میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ مردگان کے حق میں یوم وفات میں ایصال ثواب کرنا بہ نسبت دوسرے دنوں کے زیادہ انفع ہے۔ چنانچہ (جس دن روح قبض ہوتی ہے) اس دن وحشت زیادہ ہوتی ہے اسی وقت اگر زندوں کی طرف سے اگر کچھ ثواب ان کی روح پر پہنچے تو ان کی روح کے لئے موجب تخفیف ہے۔ اس لئے بہت سے (۲۳) امور یوم وفات میں ایسے کئے جاتے ہیں جو دوسرے دنوں میں نہیں کئے جاتے

---

[۱۹] (ا) صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۳۷۳، بیروت

(ب) کنز العمال، ج ۱، ص ۲۱۹

(ج) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۷، ص ۳۴۲

امرنا کے بعد صحیح مسلم اور کنز العمال میں لفظ ھذا کا اضافہ ہے جبکہ مسند امام احمد بن حنبل میں لفظ ھذا نہیں ہے۔

[۲۰] فی الاصل "پایا"

[۲۱] فی الاصل "کے"

[۲۲] فی الاصل "وہ"

[۲۳] فی الاصل "سی"

(۲۴) ہیں۔ مثلاً تلقین موتیٰ فی القبور اور قرآن خوانی کے (لئے) قاریوں کو قبر پر بٹھلانا وصدقہ وغیرہ یوم وفات کو دوسرے دنوں کی (۲۵) بہ نسبت ایصالِ ثواب کے ساتھ زیادہ تعلق ہے۔ (۲۶) اس لئے اسی کو مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے (۲۷) یہ زیادتی متعلق (۲۸) اس دن کے ساتھ ہے جس دن ان کا انتقال ہوا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی خاص وجہ سے کسی چیز میں کوئی خصوصیت آجائے تو اس (۲۹) سبب کے زوال سے اس چیز سے وہ خصوصیت نہیں جاتی۔ چنانچہ لیلۃ القدر میں یکدفعہ نزول قرآن ہوا تھا۔ ہمیشہ کے لئے وہ بابرکات ہے۔ اسی طرح سے حضور ﷺ کی ولادت یکدن ہوئی تھی (۳۰) لیکن دوشنبہ کی فضیلت ہمیشہ کے لئے رہ گئی (۳۱) چنانچہ اس لئے آنحضرت ﷺ ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح سے گو انتقال یکدن ہوا ہے لیکن اس قاعدہ سے اس کی خصوصیت باقی رہے گی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شب قدر، روز جمعہ، دوشنبہ کو بذاتہ فضیلت ہے امور مذکور بالا کی (۳۲) وجہ سے نہیں ہے

---

[۲۴] فی الاصل "کیا جاتا ہے"

[۲۵] فی الاصل "کے"

[۲۶] فی الاصل "ہے ہے بتکرار لفظ "ہے"

[۲۷] فی الاصل "ہے"

[۲۸] فی الاصل "تعلق"

[۲۹] فی الاصل "وہ"

[۳۰] فی الاصل "ہوا تھا"

[۳۱] فی الاصل "گیا"

[۳۲] فی الاصل "کے"

تو ہم کہتے ہیں۔(۳۳)حدیثوں میں روز جمعہ کی فضیلت بیان کرنے کے بعد اسی طرح سے لیلۃ القدر کے ذکر کے بعد جو مضامین بالا آچکے ہیں تو(۳۴)ہم کہتے ہیں(اسے) مضامین بالا کو بہتر اور بابرکات بنانے میں کچھ دخل ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اس کا ذکر کرنا فضول ہے یعنی مثلاً اگر جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی خلقت(۳۵)کا تمام کرنا۔ (۳۶)ایسا ہی اسی دن ان کو بہشت میں داخل کرنا اس کو یا جمعہ کو بابرکات بنانے میں کچھ دخل ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کا ذکر حدیث میں جہاں جمعہ کی فضیلت آئی ہے فضول ہے اگر ہے تو مدعا ثابت۔ یعنی حدیث معلل بالعلۃ ہے اور حدیث کو معلل بالعلۃ ماننے سے "من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھورد" کے (مضمون میں)داخل نہیں بلکہ اس(کے لازم کا)جو مضمون یہ ہوتا ہے "من احدث فی امرنا ماکان منہ فھولیس بمردود" کے اندر(داخل ہوگا کما ثبت آنفا۔

ابو الخیر غفرلہٗ

---

[۳۳] فی الاصل "ہے"

[۳۴] فی الاصل "الظاہر ان لفظہ" تو ہم کہتے ہیں" زائدہ

[۳۵] فی الاصل "کی"

[۳۶] فی الاصل "کر"